وتر کے بعد والے نفل کی جگہ صلوٰۃ التوبہ پڑھ سکتے ہیں؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عشاء کی نماز میں وتر کے بعد کے نوافل کی جگہ صلاۃ التوبہ ادا کر سکتے ہیں؟

سائل : محمد ضمیر (فیصل آباد)

جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

اگر کسی شخص نے عشا کے آخری نوافل پڑھنے کی بجائے ان کی جگہ فقط "صلاۃ التوبہ" کی نیت کی، تو صرف صلاۃ التوبہ ادا ہوگی، عشا کے آخری دو نفل ادا نہیں ہوں گے، لیکن اگر دو رکعت نفل میں "عشاء کے نفل" میں "نمازِ توبہ" کی اکٹھی نیت کرلی، تو ضابطہ شرعیہ کی روشنی میں عشا کے نوافل کے ضمن میں صلاۃ التوبہ بھی ادا ہو جائے گی اور دونوں کا ثواب حاصل ہوگا نیز کسی بھی فرض یا واجب یا سنت یا نفل نماز کے ساتھ نماز توبہ کی نیت کرلی تو نمازِ توبہ بھی ادا ہو جائے گی اور جداگانہ صلاۃ التوبہ پڑھنے میں بھی یہ یاد رہے کہ یہ عشا کے وقت کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اِسے دیگر اوقات میں بھی پڑھا جاسکتا ہے، بلکہ اگر خدانخواستہ کوئی گناہ ہو جائے، تو مکروہ وقت نہ ہونے کی صورت میں فوراً دو نفل پڑھ کر توبہ کرنی چاہیے کہ یہ قبولیت کے زیادہ قریب عمل ہے۔

مسئلہ کی مزید تفصیل یہ ہے کہ "جمع بین العبادتین" (ایک ہی نیت میں مختلف عبادات کو جمع کرنے) کے حوالے سے "ضابطہ شرعیہ" یہ ہے کہ ایک ہی نیت میں جن دو مستقل عبادات کو جمع کیا جا رہا ہو، اگر ان میں سے کوئی ایک اقوی ہو، تو اس کی نیت درست قرار پائے گی اور ادنی کی نیت لغو ہو جائے گی اور اگر دونوں برابر ہوں، تو دونوں لغو ہو جائیں گی اور کوئی بھی عبادت شروع نہیں ہوگی اور اگر ایک نماز مستقل و مقصودی ہو اور دوسری ضمنی، تو مستقل کے ضمن میں غیر

مستقل نماز بھی ادا ہو جائے گی اور صلاۃ التوبہ چونکہ مستقل و مقصودی نماز نہیں، بلکہ ضمنی ہے، لہٰذا یہ عشا کے نوافل کے ضمن میں ادا ہو جائے گی۔

مذکورہ بالا ضابطہ کی مختصر وضاحت مع امثلہ ملاحظہ کیجیے!

(۱) اگر دونوں عبادتیں اپنی حیثیت کے اعتبار سے اصل اور مستقل ہوں اور ان میں سے کسی ایک کی ترجیح کے لیے مرجح بھی پایا جائے، مثلاً: ایک اقوی ہو، تو اقوی کی ادائیگی درست کہلائے گی اور دوسرے عمل کی نیت لغو ہو جائے گی، جیسا کہ فرض اور چاشت کے نفل کی نیت کی، تو فرض نماز کی نیت درست ہوگی، یونہی ادا اور قضا نماز کی نیت کی، تو اگر وقت میں گنجائش ہو اور یہ صاحبِ ترتیب ہو، تو قضا کو ترجیح ملے گی اور صاحبِ ترتیب نہیں یا وقت میں گنجائش نہیں ہے، تو وقتیہ نماز کی نیت درست مانی جائے گی، کیونکہ ایسی صورت میں وقتیہ کو ترجیح حاصل ہے، اِسی طرح عام فرض عین نماز اور جنازہ کی اکٹھی نیت کی، تو فرضِ عین کی نیت درست قرار پائے گی، کیونکہ یہاں مرجح پایا جا رہا ہے اور وہ یہ کہ وقتیہ فرض نماز ذات الارکان یعنی رکوع و سجود والی حقیقی نماز ہے، جبکہ جنازہ مطلق نماز نہیں، بلکہ یہ حقیقتاً دعا اور مجازاً نماز ہے۔

(۲) اگر دونوں عمل جن کی اکٹھی نیت کی، مساوی یعنی برابر ہوں، کوئی اقوی، اضعف نہ ہو، تو وہ عمل لغو ہو جائے گا، جیسا کہ دو فرض قضا نمازوں کی اکٹھی نیت کی، تو اگر یہ صاحبِ ترتیب نہیں، تو کوئی بھی نماز نہیں ہوگی، کیونکہ دونوں نمازوں کا الگ الگ پڑھنا شریعت مطہرہ کو مطلوب ہے، اسی طرح وہ نوافل جو مساوی ہوں، ان میں بھی یہی حکم ہے، جیسا کہ احرام کی نماز مستقل نماز ہے، یونہی اشراق، چاشت کی نمازیں مستقل طور پر الگ الگ نمازیں ہیں اور مساوی ہیں، لہٰذا کوئی ایک دوسری میں شامل نہیں ہو سکتی۔

(۳) مذکورہ بالا ضابطے اور عباراتِ فقہاء کی روشنی میں تیسری صورت یہ واضح ہوتی ہے کہ اگر دونوں عبادتیں اصل نہ ہوں، بلکہ ایک مقصودی اور مستقل ہو اور دوسری ضمنی اور تبعی ہو، تو تبعی، مستقل کے ضمن میں ادا ہو جائے گی، لہٰذا ایک ہی نیت میں ایسی مختلف نمازوں کو جمع کرنا درست ہوگا، جیسا کہ تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کی نماز مستقل نماز نہیں، اس لیے فقہائے کرام نے صراحت فرمائی کہ وضو کرنے کے بعد مسجد میں آکر فرض، واجب، سنت یا کوئی اور نفل نماز ادا کی اور اسی میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کی نیت کی تو وہ بھی ادا ہو جائے گی بلکہ اگر تحیۃ المسجد و تحیۃ الوضو کی نیت نہ بھی کی تب بھی حق مسجد اور حق وضو ادا ہو گیا کہ نئے سرے سے نماز کی حاجت نہیں۔

نمازِ توبہ کے ضمنی ہونے کی تحقیق:

نمازِ توبہ کی مشروعیت پر غور کیا جائے تو صلاۃ التوبہ سے اصل مقصود عملی طور پر رجوع الی اللہ ہے، (جیساکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے بیان کیا۔) یعنی گناہ ہوجائے، تو توبہ کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی کوئی نیکی و عبادت کی جائے تاکہ وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے اور یہ رجوع الی اللہ کسی بھی نیک عمل سے حاصل ہوجاتا ہے، قرآن کریم میں گناہوں سے استغفار کا طریقہ یہ بیان ہوا کہ گناہ ہونے کے بعد اس پر ڈٹا نہ رہے، بلکہ فرمایا کہ ذکرِ الٰہی کرے اور اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگے اور علما فرماتے ہیں کہ ذکرِ الٰہی کی بہترین صورت نماز ہے جیساکہ قرآن کریم میں بھی فرمایا گیا: (اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔) اسی طرح حدیث پاک میں بھی توبہ کا ایک طریقہ یہ بیان ہوا کہ نماز ادا کرکے توبہ و استغفار کی جائے اور طبرانی کی ایک حدیث پاک واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی نماز میں توبہ والی نیت کی جاسکتی ہے، خواہ وہ فرض ہو یا غیر فرض، (جیساکہ ذیل میں حدیث آئے گی۔)

اس تفصیل کے مطابق بالترتیب جزئیات ملاحظہ کیجیے:

حلبی اور اشباہ کے حوالے سے "جمع بین العبادتین" کا ضابطہ شرعیہ بیان کرتے ہوئے علامہ احمد بن محمد طَحْطاوی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1231ھ/1815ء) لکھتے ہیں: "والضابط أنه إذا جمع بين عبادتين في نية واحدة فإن كانت إحداهما أقوى كان شارعًا فيها، وإن استويا لغت ولا يكون شارعا في واحدة منهما" ترجمہ: اور ضابطہ یہ ہے کہ جب دو عبادتوں کو ایک نیت میں جمع کرے، تو اگر ان میں سے ایک اقوی ہو، تو وہ اسی کو شروع کرنے والا قرار پائے گا اور اگر دونوں برابر ہوں، تو دونوں میں کسی کو بھی شروع کرنے والا نہیں کہلائے گا۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، صفحہ 113، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

قوی و ضعیف نمازوں کی اکٹھی نیت کی تو قوی ادا ہوگی، جیساکہ درمختار میں ہے، وبین القوسین عبارۃ ردالمحتار: "ولو نوى فرضين مكتوبة وجنازة فللمكتوبة (اى: لقوتها الفرضيتها عينا ولكونها صلاة حقيقة والجنازة كفاية و ليست بصلاة مطلقة) ولو مكتوبتين (اى: احداهما وقتية والاخرى لم يدخل وقتها كما لو نوى وقت الظهر ظهر هذا اليوم وعصره) فللوقتية۔۔۔ ولو فرضا ونفلا فللفرض" ترجمہ: اور اگر دو فرضوں یعنی فرض نماز اور جنازہ کی اکٹھی نیت کی، تو فرض نماز ادا ہوگی، کیوں کہ یہ فرض عین اور حقیقی نماز ہونے کی وجہ سے قوی ہے اور نمازِ جنازہ، فرض کفایہ ہے اور نمازِ مطلقہ نہیں۔ اور اگر دو فرض نمازوں کی نیت جن میں سے ایک وقتی نماز ہو اور دوسری وہ کہ جس کا

وقت ہی شروع نہیں ہوا، جیسا کہ کسی نے (ظہر کے وقت میں) آج کی ظہر اور عصر کی نیت کی تو وقتی نماز ہوگی۔۔۔ اور اگر فرض اور نفل کی اکٹھی نیت کی تو فرض نماز ہوگی۔ (الدر المختار مع رد المختار، فروع فی النیۃ، جلد2، صفحہ 153، مطبوعہ کوئٹہ)

اور اگر دونوں مساوی ہوں تو لغو ہو جائیں گی، جیسا کہ درمختار میں ہے: "ولو فائتتین فللاولی لو من اھل الترتیب والا لغا" ترجمہ: اور اگر دو فوت شدہ نمازوں کی نیت کی، تو اگر یہ شخص صاحبِ ترتیب ہے تو پہلی ادا ہو جائے گی، ورنہ کوئی بھی ادا نہیں ہوگی۔ (الدر المختار مع رد المختار، فروع فی النیۃ، جلد2، صفحہ 154، مطبوعہ کوئٹہ)

مذکورہ بالا عبارت کے تحت علامہ طَحطاوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ لکھتے ہیں: قوله: (والا لغا) لأنه لا يمكن أداؤهما معًا، لأن كلا منهما مطلوب الفعل على حدة وجعله مؤديا لأحدهما ترجيح من غير مرجح ولم يعتبروا أولوية الترتيب حتى يكون شارعًا في الأولى منهما" ترجمہ: (ورنہ دونوں لغو ہو جائیں گی) اس لیے کہ ان دونوں کو اکٹھا ادا کرنا ممکن نہیں، کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک کی ادائیگی الگ طور پر مطلوب ہے، ان میں سے کسی ایک کو درست قرار دینا ترجیح بلا مرجح ہے، حالانکہ فقہائے کرام نے ترتیب کے اولی ہونے کا اعتبار نہیں کیا کہ دونوں میں سے پہلی کو شروع کرنے والا قرار پائے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر، صفحہ 113، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

جو نفل مستقل اور مقصود بالذات ہوں وہ کسی دوسری نماز کے ضمن میں ادا نہیں ہو سکتے، جیسا کہ استخارہ اور احرام کی نماز، چنانچہ محقق شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "هل تنوب عنهما صلاة غيرهما كالتحية أم لا؟ ثم رأيت في شرح لباب المناسك أن صلاة ركعتي الاحرام سنة مستقلة كصلاة استخارة وغيرها مما لا تنوب الفريضة منابها، بخلاف تحية المسجد وشكر الوضوء فإنه ليس لهما صلاة على حدة كما حققه في الحجة" ترجمہ: تحیۃ الوضو کے علاوہ کوئی نماز تحیۃ الوضو کی دو رکعات کے قائم مقام ہو سکتی ہے؟ تو میں نے شرح لباب المناسک میں دیکھا کہ احرام کی دو رکعتیں سنت مستقلہ ہیں، جس طرح نمازِ استخارہ وغیرہ کہ جن کے قائم مقام فرض نماز نہیں ہوتی، برخلاف تحیۃ الوضو و تحیۃ المسجد کے کہ یہ دونوں مستقل نمازیں نہیں ہیں، جیسا کہ حجہ میں اس کی تحقیق فرمائی۔ (الدر المختار مع رد المختار، مطلب: سنۃ الوضو، جلد2، صفحہ 563، مطبوعہ کوئٹہ)

اسی بات کو مزید شرح و بسط کے ساتھ منحۃ الخالق میں لکھا۔ (منحۃ الخالق علی بحر الرائق، جلد2، صفحہ 563، مطبوعہ کوئٹہ)

جو نماز مستقل نہ ہو بلکہ ضمنی ہو، جیسے تحیۃ المسجد (اور صلاۃ التوبہ بھی ضمنی ہی ہے۔) اس کو دیگر نمازوں کے ساتھ جمع کر سکتے ہیں، جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں: "ولو

نافلتين كسنة فجر وتحية مسجد فعنهما"ترجمہ: اگر کسی شخص نے دو(الگ الگ) نفل کی نیت کی، جیسے فجر کی سنتیں اور تحیۃ المسجد، تو دونوں نمازیں ہو گئیں۔

اوپر ذکر کردہ درمختار کی عبارت (ولو نافلتين) کے تحت علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) نے لکھا: "قد تطلق النافلة على ما يشمل السنة وهو المراد هنا"ترجمہ: نفل کا اطلاق کبھی سنت پر بھی ہوتا ہے اور یہاں پر یہی مراد ہے۔ (ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الصلاۃ، جلد2، صفحہ155، مطبوعہ کوئٹہ)

طحطاوی علی الدرمیں كسنة فجر وتحية مسجد فعنهما کے تحت لکھا: "وفی كلام الشارح نظر فإن تحية المسجد لا تطلب في وقت كراهة، وأجيب بأنها هنا على وجه التبعية والممنوع استقلالها"ترجمہ: اور شارح کا کلام محلِ نظر ہے، کیونکہ تحیۃ المسجد وقتِ کراہت میں ادا نہیں ہوتی، تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ یہاں بطورِ تبعیت ہے، جبکہ ممانعت اس کے مستقل ہونے کی بنا پر ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، صفحہ113، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: "إن أشرك عبادتين في النية، فإن كان مبناهما على التداخل كغسلي الجمعة والجنابة، أو الجنابة والحيض، أو غسل الجمعة والعيد، أو كانت إحداهما غير مقصودة كتحية المسجد مع فرض أو سنة أخرى، فلا يقدح ذلك في العبادة، لأن مبنى الطهارة على التداخل، والتحية وأمثالها غير مقصودة بذاتها، بل المقصود شغل المكان بالصلاة، فيندرج في غيره"ترجمہ: اگر کسی نے نیت میں دو عبادتوں کو اکٹھا کیا، پس اگر ان دونوں کی بنیاد تداخل پر ہو، جیسے جمعہ اور جنابت یا جنابت اور حیض کا غسل یا جمعہ اور عید کا غسل یا ان دونوں میں سے ایک غیر مقصودہ عبادت ہو، جیسے فرض یا کسی دوسری سنت نماز کے ساتھ تحیۃ المسجد کی نیت کرنا، تو شرعاً ایسی عبادت کوئی نقص نہیں آئے گا، کیونکہ طہارت کی بنیاد تداخل پر ہے، جبکہ تحیۃ المسجد اور دیگر نوافل غیر مقصودہ عبادات ہیں۔ (الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، جلد12، صفحہ24، مطبوعہ وزارتِ اوقاف، کویت)

فتاوی نوریہ میں سوال ہوا کہ چار رکعت نماز ادا کرتے ہوئے، ساتھ ہی تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کی بھی نیت کر لی جائے تو کیا ایسا کرنا درست ہے؟ یعنی پڑھے گا چار رکعتیں اور نیت آٹھ کی کر رہا ہے، تو اس کے جواب میں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو کا ضمنی اور غیر مستقل ہونا حدیث پاک کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے مفتی محمد نور اللہ نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1403ھ/1982ء) لکھتے ہیں: پھر یہ سنت بھی یوں مستقل سنت نہیں کہ اس کا علیحدہ بہ نیتِ سنت پڑھنا ضروری ہو یا صرف مطلق نماز کی نیت سے استقلال ضروری ہو کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

"رکعتین" حکم فرمایا ہے اور "رکعتین" نکرہ ہے تو ہر وہ نماز جو دو رکعت پر مشتمل ہو، فرض ہو یا سنت، ادا ہو یا قضاء اس کے پڑھنے سے "رکعتین" کا پڑھنا صادق آجائے گا اور تعمیل ارشاد ہو جائے گی، اگرچہ تحیۃ المسجد کی بھی نیت نہ کرے۔

۔۔امام نووی اور قسطلانی: "والنظم للقسطلاني وتحصل بفرض اوبنفل اخر سواء نويت معه ام لا لان المقصود وجود صلوة قبل الجلوس وقد وجدت بماذكر ولا يضره نية التحية لانها سنة غير مقصودة بخلاف نية فرض وسنة مقصودة فلا تصح۔" (فتاویٰ نوریہ، جلد 1، صفحہ 574، 575، مطبوعہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور)

صلوۃ التوبہ کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ گناہوں سے معافی کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے توبہ و استغفار کی جائے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: (وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ لوگ کہ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب کرلیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ (پارہ 3، سورہ آل عمران، الآیۃ: 135)

اس کے تحت تفسیر نسفی میں فرمایا کہ خواہ وہ ذکر زبان سے ہو یا دل سے، چنانچہ تفسیر نسفی میں ہے: {ذَكَرُوا اللّٰهَ} بلسانهم أو بقلوبهم ليبعثهم على التوبة۔ (تفسیر نسفی، جلد 1، صفحہ 293، مطبوعہ دار الکلم الطیب، بیروت)

اور ذکر کی بہترین صورت نماز ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیث مبارک میں نماز کی ترغیب ارشاد فرمائی گئی، چنانچہ جامع ترمذی، سنن ابو داؤد، سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، سنن کبریٰ للبیہقی، مسند احمد، مسند حمیدی، مصنف ابن شیبہ اور دیگر کتبِ احادیث میں ہے، واللفظ للاوّل: حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ما من رجل يذنب ذنبا ثم يقوم فيتطهر، ثم يصلي، ثم يستغفر الله إلا غفر الله له ثم قرأ هذه الآية: (وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ) ترجمہ: جس شخص سے گناہ ہو جائے، پھر وہ وضو کرے اور نماز پڑھے، پھر اللہ پاک سے بخشش کی دعا کرے، تو اللہ پاک اسے بخش دے گا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: "اور وہ لوگ کہ جب کسی بے حیائی کا ارتکاب کرلیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرلیں تو اللہ کو یاد کرکے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ (جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ عند التوبۃ، جلد 1، صفحہ 202، مطبوعہ لاھور)

اور نمازِ توبہ جُداگانہ طور پر ادا کرنا ضروری نہیں، جیسا کہ طبرانی کی اس حدیث پاک سے واضح ہوتا ہے، چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: "سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ما من مسلم يذنب ذنبا

فيتوضأ، ثم يصلي ركعتين، أو أربعا، مفروضة أو غير مفروضة، ثم يستغفر اللہ إلا غفر اللہ له" ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جس سے گناہ ہوجائے پھر وہ وضو کرے اور دو یا چار رکعت نماز ادا کرے، **خواہ فرض نماز ہو یا فرض کے علاوہ،** پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔ (المعجم الأوسط للطبرانی، جلد5، صفحہ186، مطبوعہ دار الحرمین، قاھرۃ)

گناہ ہوجانے کے بعد نماز ادا کرنے سے اصل مقصود رجوع الی اللہ ہے، خواہ وہ کسی بھی صورت میں ہو، چنانچہ مشہور محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (وِصال: 1176ھ/1762ء) لکھتے ہیں: "صلاة التوبة، والأصل فيها أن الرجوع إلى الله لا سيما عقيب الذنب قبل أن يرتسخ في قلبه رين الذنب مكفر مزيل عنه السوء" ترجمہ: صلاۃ التوبہ میں اصل مقصود رجوع الی اللہ ہے، بالخصوص گناہ ہوجانے کے بعد اُس کی نحوست دل میں راسخ ہونے سے پہلے صلاۃ التوبہ کا ادا کرلینا دل سے گناہ کو مٹانے والا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ، النوافل، جلد2، صفحہ31، مطبوعہ دار الجیل، بیروت)

اسی بات کو علامہ سلیمان بن محمد بُجَیرمی شافعی (سال وفات: 1221ھ) لکھتے ہیں: (وركعتا التوبة) أي من الذنب ولو صغيره كما هو ظاهر ثم يستغفر الله عقبها۔۔۔ فإن الصلاة وسيلة لقبول التوبة والوسيلة مقدمة على المقصد، فاندفع ما يقال إن المبادرة إلى التوبة واجبة فكيف يقدم الصلاة عليها، وحاصل الجواب أن الصلاة لما كانت وسيلة كان المصلي شارعا فيها۔ ترجمہ: مفہوم واضح ہے۔ (حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب، جلد1، صفحہ428، مطبوعہ دار الفکر)

توبہ و دعا سے پہلے عملِ صالح شریعت کو مطلوب ہے، جیسا کہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "یہ وقت (نماز کے بعد) تو خاص مظنہ نفحاتِ ربانیہ ہے کہ عملِ صالح خصوصاً نماز حالتِ رحمت ورحمتِ الٰہی سبب اجابت، **ولہذا دُعا سے پہلے تقدیم عمل صالح مطلوب ہوئی،** کما فی الحصن قال القاری وتقدیم عمل صالح ای قبل الدعاء لیکون سببا لقبولہ کما فی حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ فی صلٰوۃ التوبۃ۔ جیسا کہ حصن حصین کی شرح میں مولانا علی قاری نے فرمایا: عملِ صالح کی تقدیم، یعنی دُعا سے قبل نیک کام کی بجا آوری تاکہ قبولِ دعاء کا سبب ہو، جیسا کہ نمازِ توبہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، جلد9، صفحہ230، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

نمازتوبہ مستحب نماز ہے، جیساکہ اوپر ذکرکردہ حدیث کے تحت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی بخاری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات:1052ھ) لکھتے ہیں: وھذہ تسمی صلاۃ الاستغفار، ولو قرأ فیھا من آیات القران ما فیھا ذکر الاستغفار والمغفرۃ والرحمۃ لکان أنسب، وقراءتہ صلی اللہ علیہ وسلم الآیۃ المذکورۃ کأنہ دلیل علی استحباب الصلاۃ والاستغفار بعد وقوع الذنب ترجمہ: اور اس نماز کو صلاۃ الاستغفار کہا جاتا ہے اور اگر اس میں وہ آیات قرآنیہ پڑھے جن میں استغفار و بخشش اور رحمت کا ذکر ہے، تو زیادہ مناسب ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث میں مذکور آیتِ مبارکہ کو پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ گناہ ہوجانے کے بعد نماز توبہ کا ادا کرنا مستحب ہے۔ (لمعات التنقیح، باب آداب الخلاء، الفصل الثانی، جلد3، صفحہ434، مطبوعہ دار النوادر، دمشق)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: Fsd-9119

تاریخ اجراء: 03ربیع الاخر1446ھ/07اکتوبر2024ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com daruliftaahlesunnat DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat feedback@daruliftaahlesunnat.net